واعظ الجمعہ
یومِ آزادی
پیشکش
ادارہ اہل سنت کراچی
مدیر
مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی
مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی
14 Th
august
INDEPENDENCE DAY
دار اہل السنۃ
لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر
www.facebook.com/darahlesunnat

واعظ الجمعہ

یومِ آزادی

مدیر

مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

معاونین

مولانا عبد الرزاق ہنگورہ نقشبندی

مولانا محمد کاشف محمود ہاشمی

یومِ آزادی

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى خاتم الأنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أجمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

عزیزانِ گرامی قدر! دنیا کی تمام اقوام اپنا قومی وملّی دن (عید الوطنی)، بڑے جوش وخروش اور شان وشوکت سے مناتی ہیں۔

یومِ آزادئ پاکستان

یومِ آزادئ پاکستان ہر سال 14 اگست کو آزادی کے دن کی نسبت سے منایا جاتا ہے، یہ وہ دن ہے جب 1947ء میں انگلستان سے آزاد ہوکر، ملکِ پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ 14 اگست کا دن پاکستان میں سرکاری سطح پر، قومی تہوار کے طور پر بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، پاکستانی عوام اس روز اپنا قومی پرچم فضا میں

بلند کرتے ہوئے، اپنے قومی محسنوں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں، ملک بھر کی اہم سرکاری عمارتوں پر بھی چراغاں کیا جاتا ہے۔

اسلام آباد جو پاکستان کا دار الحکومت ہے، اسے خاص طور پر سجایا جاتا ہے، اس دار الحکومت کے مناظر جشن کا سماں پیش کرتے ہیں، اور یہیں قومی حیثیت کی حامل ایک تقریب میں جناب صدر اور وزیرِ اعظم پاکستان قومی پرچم بلند کرتے ہوئے، اس بات کا عہد کرتے ہیں، کہ ہم اس پرچم کی طرح اس وطنِ عزیز کو بھی عروج و ترقی کی بلندیوں تک لے جائیں گے۔

ان تقریبات کے علاوہ نہ صرف صدارتی، اور پارلیمانی عمارتوں پر قومی پرچم لہرایا جاتا ہے، بلکہ پورے ملک میں سرکاری اور نیم سرکاری عمارتوں پر بھی سبز ہلالی پرچم، پوری آب و تاب سے بلندی کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔ اس روز ریڈیو اور TV پر براہِ راست صدر اور وزیرِ اعظم پاکستان کی تقریریں نشر کی جاتی ہیں، اور اس عہد و پیما کی تجدید کی جاتی ہے، کہ ہم سب نے مل کر اس وطنِ عزیز کو ترقی، خوشحالی اور کامیابیوں کی بلندی تک لے جانا ہے۔

سرکاری طور پر یومِ آزادی

سرکاری طور پر یومِ آزادی انتہائی شاندار طریقے سے مناتے ہوئے، اعلیٰ عہدہ داران اپنی حکومت کی کامیابیوں، اور بہترین حکمتِ عملیوں کا ذکر بڑے فخر سے کرتے ہوئے، اپنی عوام سے یہ عہد کرتے ہیں، کہ ہم اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر

بھی، اس وطنِ عزیز کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھیں گے، اور ہمیشہ اپنے رہنما قائدِ اعظم محمد علی جناح کے قول: "ایمان، اتحاد اور تنظیم" کی پاسداری کریں گے۔

جشنِ آزادی کا مفہوم

آزادی، اور جشنِ آزادی کا مفہوم کیا ہے؟ عام لوگ اور بالخصوص نئی نسل کی اکثریت اس سے بالکل واقف نہیں۔ ناخواندہ لوگ تو پروپیگنڈے کا شکار ہیں، لیکن بہت سے پڑھے لکھے بھی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں، آزادی کا تصوّر ان سب کے لیے ایک عجوبہ اور خیالی داستان کی حیثیت رکھتا ہے، وہ بس یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے 14 اگست کو آزادی حاصل کی۔ کیوں، کیسے اور کس سے حاصل کی؟ ان بنیادی سوالات سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اس بے خبری کا نتیجہ یہ برآمد ہورہا ہے، کہ 14 اگست اور آزادی کا تصوّر، محض ایک کھوکھلا نعرہ بن کر رہ گیا ہے، اور غل غپاڑا، ہُلڑ بازی، بے شرمی، بے حیائی، اور لاقانونیت اس دن کی پہچان بنتی جارہی ہے۔

ہم لوگ سارا سال پاکستان کے مختلف اداروں کی کمزوریوں پر بحث ومباحثہ میں اُلجھے رہتے ہیں، جو خصوصًا اگست کے مہینے میں مزید دھواں دار صورت اختیار کرلیتا ہے، لیکن اگر یہ سوچا جائے، کہ گزشتہ ایک سال میں ہم نے بحیثیت پاکستانی، اپنے وطنِ عزیز کی ترقی، اور اہلیانِ وطن کی بھلائی کے لیے کیا کام کیے؟ ہمارا کونسا عمل صرف اور صرف پاکستان کے مفاد میں تھا؟ تو یقینًا جواب نفی میں ہوگا! جبکہ اس بات پر غور کرنے کے بعد، ہم بہت سی بے مقصد باتوں پر بحث ومباحثہ سے بھی بچ سکتے ہیں!۔

ہمارا قومی تہوار

14 اگست ہمارا قومی تہوار ہے، جس کا اہتمام پاکستان سے باہر، دیگر ممالک میں مقیم پاکستانی بھی، بڑے جوش وخروش اور دلی جذبات کے ساتھ کرتے ہیں، یہ دن وہاں موجود پاکستانیوں کے لیے باعثِ فخر ومسرّت ہوتا ہے۔ اس دن نہ صرف پاکستان، بلکہ بیرونِ ملک پاکستانی بھی اپنے گھروں، دُکانوں، گلیوں، بازاروں اور سواریوں پر، سبز ہلالی پرچم لہراتے ہیں، دنیا کو دکھاتے اور بتاتے ہیں، کہ آج کے دن ہمارا ملک پاکستان آزاد ہوا تھا، نیز دو۲ قومی نظریہ کی اَہمیت اُجاگر کراتے ہیں۔

پاکستان بنانے کے لیے مسلمانوں کی قربانیاں

پاکستان بنانے کے لیے بزرگوں، جوانوں، عورتوں اور بچوں، یعنی ہندوستان کے تمام طبقات کے مسلمانوں نے خوب قربانیاں دیں، تب جاکر 14 اگست 1947ء کا سورج، برصغیر کے مسلمانوں کے لیے آزادی کا پیام لے کر طلوع ہوا، اور ہندوستان کے مسلمانوں کو نہ صرف انگریزوں، بلکہ ہندوؤں کی متوقّع غلامی سے بھی نَجات ملی، اور یہ کوئی آسان سی چیز نہیں، جیسا آج بعض حلقوں میں سمجھا جا رہا ہے۔ نواب سراج الدَولہ سے لے کر ٹیپو سلطان شہید، اور آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر تک کی قربانیاں، ہماری تاریخِ حُرّیت وآزادی کی لازوال داستانیں ہیں!۔

1857ء کی جنگِ آزادی کے اَلمناک واقعات بھی، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں، سات ۷ سمندر پار سے، تجارت کی غرض سے آنے والے انگریز کی، مسلسل سازشوں، ریشہ دوانیوں اور مقامی لوگوں کی غدّاریوں کے نتیجے میں، برصغیر میں

مسلمانوں کی حکومتیں، یکے بعد دیگرے زوال کا شکار ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ مسلمان حکمرانوں اور مختلف قبائل کے سرداروں نے، سر دھڑ کی بازی لگا کر، اپنی جان و مال کی عظیم قربانیاں دے کر، انگریزوں کا تسلّط روکنے کے لیے، ہر ممکن کوششیں کیں۔

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے، کبھی بھی انگریز کی حکمرانی دل سے تسلیم نہیں کی تھی، انگریزوں اور ان کے نظام سے نفرت اور بغاوت کے واقعات، وقفے وقفے سے سامنے آتے رہتے تھے۔ برطانوی اقتِدار کے خاتمے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے جو عظیم قربانیاں دیں، اور جو بے مثال جدوجہد کی، یہ ان کے اسلام اور دو ۲ قومی نظریہ پر غیر متزلزل یقین کا واضح ثبوت ہے۔ انہی قربانیوں اور مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں، بالآخر پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔

جب ہم تحریکِ آزادی کے تاریخی منظر نامہ پر نظر ڈالتے ہیں، تو اس تاریخی جد وجہد میں یہ بات سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے، کہ مسلمان اپنے جُداگانہ اسلامی تشخص پر مُصِر رہے، یہی چیز نظریۂ پاکستان اور علیحدہ وطن کے قیام کی دلیل تھی۔ ہر قسم کے جابرانہ و غلامانہ نظام سے بغاوت کر کے، خالص اسلامی خطوط پر مبنی نظامِ حیات کی تشکیل، ان کا مدّعا اور مقصود تھا، جس کا اظہار و اعلان قائدِاعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے بار بار، اپنی تقاریر اور خطابات میں کیا۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ تحریکِ آزادی کے دَوران، برِصغیر کے کونے کونے میں "لے کے رہیں گے پاکستان"، "بن کے رہے گا پاکستان" اور "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ" کے نعرے، برصغیر کے مسلمانوں کے دلی جذبات کے حقیقی ترجمان تھے!۔

دو۲قومی نظریہ اور اس کی بنیاد

دو۲قومی نظریہ اور اس کی بنیاد کا اندازہ، بانئ پاکستان قائد اعظم علیہ الرحمۃ کے اس خطاب سے لگایا جاسکتا ہے، جو انہوں نے 8 مارچ 1944ء کو مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں طلبہ کے اجتماع میں کیا، آپ نے فرمایا کہ "پاکستان اس دن معرضِ وجود میں آ گیا تھا، جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا"۔ اسی طرح 17 نومبر 1945ء کو بابائے قوم نے ایڈورڈ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہم دونوں قوموں میں صرف مذہب کا فرق نہیں، ہمارا کلچر بھی ایک دوسرے سے الگ ہے، ہمارا دین ہمیں ایک ضابطۂ حیات دیتا ہے، جو زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رَہنمائی کرتا ہے، ہم اس ضابطہ کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں"۔

دو۲قومی نظریہ کی بنیاد

دو۲ قومی نظریہ کی بنیاد غیر منقسم ہندوستان میں، سب سے پہلے البیرونی (متوفّٰی ۴۴۰ھ/1048ء) نے اپنی تحریر "کتاب الہند" میں پیش کی۔ اس نے واضح طور پر لکھا، کہ مسلمان اور ہندو، دو۲ الگ الگ قومیں ہیں، بلکہ اس نے تو یہاں تک لکھا، کہ ہندو مسلمانوں کو ایک حقیر قوم قرار دیتے ہوئے، ان سے کراہیت محسوس کرتے ہیں[۱]۔

---

(۱) "کتاب الہند" مترجم اردو، باب 1، 1/20-22 ملتقطاً۔

پاکستان دو۲قومی نظریہ کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا

ہم علّامہ اقبال اور قائدِ اعظم جیسے زعمائے قوم کی بصیرت کو سلام پیش کرتے ہیں، جنہوں نے کانگریسی ہندو لیڈروں کے، جھوٹے پروپیگنڈے: "ہندوستان میں بس ایک قوم، یعنی ہندوستانی بستے ہیں" کا پردہ چاک کرتے ہوئے، مسلمانوں کو باوَر کروایا، کہ ہندوستان میں ایک قوم نہیں، بلکہ دو۲ قومیں ہیں: ہندو اور مسلمان، جن کا رہن سہن، کھانا پینا، قومی ہیرو اور مذہبی عقیدہ، غرض بہت کچھ ایک دوسرے سے جُدا ہے۔ یوں دو۲قومی نظریہ، اور پھر اس کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا، والحمدللہ!۔

قیامِ پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت اور مشائخِ طریقت کا کردار

تاریخِ ہند سے دلچسپی رکھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے، کہ جنگِ آزادی 1857ء میں، علمائے اہلِ سنّت اور مشائخِ طریقت کا نہایت بنیادی کردار رہا، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا، کہ شمالی ہند میں انگریزوں کے خلاف، مسلم رائے عامّہ ہموار کرنے، اور پورے خطّے میں انقلاب برپا کرنے کا بنیادی سہرا، انہی قائدین وبزرگانِ دین کے سَر ہے۔

ان مجاہدین میں مولانا امام بخش صہبائی دہلوی (م۱۲۷۳ھ/1857ء)، مولانا سیّد احمد اللہ شاہ مدراسی (م۱۲۷۴ھ/1858ء)، مولانا وہّاج الدّین مراد آبادی (م۱۲۷۴ھ/1858ء)، مجاہدِ اعظم جنگِ آزادئ ہند 1857ء بطلِ حُرّیت، علّامہ مفتی فضلِ حق خیر آبادی شہید (م۱۲۷۸ھ/1861ء)، مفتی عنایت احمد کاکوروی (م۱۲۷۹ھ/1863ء)، مفتی صدر الدّین خاں آزُردہ دہلوی (م۱۲۸۵ھ/1868ء)، مولانا رضا علی خان بریلوی (اعلیٰ حضرت کے دادا) (م۱۲۸۶ھ/1869ء)، مولانا

ڈاکٹر وزیر خان اکبر آبادی (م۱۲۸۹ھ/1873ء)، رئیس المتکلّمین مفتی نقی علی خان بریلوی (م۱۲۹۷ھ/1880ء)، مولانا رحمت اللہ کیرانوی (م۱۳۰۸ھ/1891ء)، حکیم سعید اللہ قادری (م۱۳۲۵ھ/1909ء) رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کے، انقلابی کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، اور شہیدِ جنگِ آزادی حضرت مولانا مفتی سیّد کفایت علی کافی مراد آبادی علیہ الرحمۃ کا نام تو اس فہرست میں بہت نمایاں نظر آتا ہے(۱)۔

حضرت علّامہ نقی علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (والدِ اعلیٰ حضرت) کو، ملک میں انگریز اقتدار سے شدید نفرت تھی، آپ نے تاحیات انگریزوں کی سخت مخالفت کی، اور انگریزی اقتدار کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ وطنِ عزیز کو انگریزوں کے جبر واستبداد سے آزاد کرانے کے لیے، آپ نے زبردست قلمی ولسانی جہادی خدمات انجام دیں، اس بارے میں چندہ شاہ حسینی لکھتے ہیں کہ "مولانا رضا علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انگریزوں کے خلاف، لسانی وقلمی جہاد میں مشہور ہوچکے تھے، انگریز مولانا کی علمی وَجاہت ودَبدبہ سے بہت گھبراتا تھا، آپ کے صاحبزادے مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انگریزوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے، مولانا نقی علی خاں کا ہند کے علماء میں، بہت اونچا مقام تھا، انگریزوں کے خلاف آپ کی عظیم قربانیاں ہیں"(۲)۔

ملک سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے لیے، ہند کے علماء نے ایک جہاد کمیٹی بنائی، انگریزوں کے خلاف عملاً جہاد کا آغاز کرنے کے لیے، جہاد کمیٹی نے جہاد کا

---

(۱) "علماءِ ہند کا شاندار ماضی" حصّہ چہارُم ۴، ص۸۹۴-۸۹۸ ملتقطاً بتصرّف۔

(۲) دیکھیے: "اصول الرشاد" رئیس الاتقیاء حضرت...الخ، ص۲۲-۲۳ بحوالہ "شمس التواریخ"۔

فتویٰ صادر کیا، اس جہاد کمیٹی میں امام العلماء مولانا رضا علی خاں، علّامہ فضلِ حق خیر آبادی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا نقی علی خاں بریلوی، مولانا احمد اللہ شاہ، مولانا سیّد احمد مشہدی بدایُونی ثمّ بریلوی، جنرل بخت خاں وغیرہم کے اسمائے گرامی، خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۱]۔

حضرت مولانا نقی علی خاں، انگریزوں کے خلاف جہاد کے لیے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے پہنچایا کرتے۔ آپ نے اپنی انگریز مخالف تقاریر سے، مسلمانوں میں جہاد کا جوش وولولہ پیدا کیا، بریلی کا جہاد کامیاب ہوا، انگریزوں کو مسلمانوں نے شکست دی، اور بریلی چھوڑنے پر مجبور کر دیا[۲]۔

انگریز کی آمد اور برِصغیر پر اس کے مکمل قبضہ کے بعد، وقت کے تقاضے نے علماء ومشائخ کو، مسندِ دعوت وارشاد سے اٹھاکر، رسمِ شبیری ادا کرنے کے لیے، میدانِ عمل میں اترنے پر مجبور کر دیا۔ 1857ء کے معرکۂ کار زار میں، مذکورہ بالا علماء ومشائخِ اہلِ سنّت نے تحریکِ آزادی کی شمع روشن کی۔

1857ء کی اس جد وجہد کے بعد، امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے اِس قافلۂ حُرّیت کی فکری آبیاری فرمائی، اور دو ۲ قومی نظریہ کا شُعور دیا۔ دو قومی نظریہ کا پرچار کیا، اور ہر سطح پر ہندو مسلم اتحاد کا رد کیا، تحریکِ ترکِ موالات اور تحریکِ

---

(۱) دیکھیے: "برطانوی مظالم کی کہانی عبد الحکیم خاں اختر شاہجہان پوری کی زبانی" بابِ ۱، ص۱۲۶ ملتقطاً۔

(۲) "جواہر البیان فی اَسرار الارکان" مختصر حالات حضرت مصنّف علّام، ص۱۰۔

خلافت میں مسلمانوں کو متنبہ کیا، کہ ان تحریکوں میں مسلم ہندو اتحاد کا نعرہ لگایا جارہا ہے، جو شرعی حیثیت سے ناجائز ہے[1]۔

آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور دیگر علمائے اہلِ سنّت: حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، صدر الافاضل مولانا سیّد نعیم الدّین مرادآبادی، مبلّغِ اسلام علّامہ عبد العلیم صدیقی (والدِ محترم علّامہ شاہ احمد نورانی)، علّامہ سیّد محمد محدّثِ اعظم کچھوچھوی (والدِ گرامی شیخ الاسلام علّامہ مدنی وہاشمی میاں)، فقیہِ اعظم ہند علّامہ امجد علی اعظمی، ابو الحسنات علّامہ سیّد محمد احمد قادری، ابو البرکات علّامہ سیّد احمد قادری، علّامہ عبد الحامد بدایونی، امیرِ ملّت پیر جماعت علی شاہ، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدّین سیالوی، علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبد الغفور ہزاروی، مفتیٔ سرحد مفتی شائستہ گُل، پیر عبد الرحیم پیر آف بھرچونڈی شریف، پیر آف مانکی شریف اور پیر آف زکوڑی شریف رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات نے، برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی شُعور کی بیداری میں، بہت اہم کردار ادا کیا، اور تحریکِ آزادی میں ہراول دستے کی حیثیت سے کردار ادا کرتے ہوئے، "آل انڈیا مسلم لیگ" اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔

اکابر اہلِ سنّت کی یہ تاریخی جدوجہد "جماعت رضائے مصطفیٰ"، "شُدھی تحریک"، "تحریکِ خلافت"، "تحریک ترکِ مُوالات وہجرت" اور "آل انڈیا سنّی

---

(۱) "شاہکار انسائیکلوپیڈیا قرآنیات" از سیّد قاسم محمود (۲۰۰۹ء)، ص ۴۰۲۔

کانفرنس" کے قیام 1925ء سے لے کر، "بنارس سنّی کانفرنس" 1945ء کے تاریخ سازاِجلاس،اور14 اگست 1947ء کوقیامِ پاکستان تک پھیلی ہوئی ہے۔

بلا شبہ قیامِ پاکستان علماء ومشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت کی لا زوال جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے۔کوئی بھی منصِف مزاج مؤرّخ اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا، کہ تحریکِ آزادی کے سفر میں، تکمیلِ پاکستان تک، کوئی ایک موڑ بھی ایسا نہیں، جہاں حضرات علماءومشائخِ اہلِ سنّت،قوم کی رَہبری ورَہنمائی کے لیے موجود نہ رہے ہوں!۔

ان اکابر علمائے کرام کے لیے، جذبۂ احسان شناسی کا تقاضا ہے، کہ ان کی شاندار خدمات کو، خراجِ تحسین پیش کیا جائے، اور نسلِ نَو کو ان کے بلند کردار سے آگاہی دی جائے۔

تحریکِ آزادی میں علماءِاہلِ سنّت کی خدمات

آل انڈیاسُنّی کانفرنس:

تحریکِ آزادی میں "آل انڈیا سُنّی کانفرس" نہایت اَہمیت کی حامل ہے۔ اس کانفرس کا پہلا جلسہ 1925ء، دوسرا 1935ء اور تیسرا 1945ء کو بنارس میں منعقدہوا، جس میں کثیر مشائخ، علماءِ کرام اور عوام نے شرکت کی[1]۔

---

(۱) "سیرتِ امیرِ ملّت" سُنّی کانفرنس، ص۴۷۔

تحریکِ آزادی کے مخالفین کی گواہی:

تحریکِ آزادی کے مخالفین نے تو یہاں تک کہا کہ "مسلم لیگ مَولویوں اور پیروں کی مدد سے کامیاب ہوئی ہے۔ مَولویوں اور پیروں نے "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ لگایا، اور ووٹروں کو غضبِ الٰہی سے ڈرا کر، مسلم لیگ کی کامیابی کے لیے میدان صاف کیا"[1]۔

مذکورہ حالات وواقعات کی روشنی میں، ہم سب کی ذمّہ داری ہے، کہ حامیانِ پاکستان، اور ان کے حقیقی جانشینوں کی بے مثال جد وجہد، اور کوششوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے، مملکتِ خداداد "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" کو عملی طور پر ایک عظیم، اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں، اپنا بھرپور مثالی کردار ادا کریں۔

ہر فرد اپنی سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت، کاروبار یا محنت مزدوری، الغرض ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا، چاہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدیدار ہو، یا کم سے کم تر آمدنی پانے والا مزدور، ہر ایک اپنے گرد وپیش کو خرد برد (Corruption) اور دیگر بد عنوانیوں سے پاک صاف کرنے کی، بھرپور کوشش ولگن سے، اپنا اپنا کام محنت وایمان داری سے انجام دے، اور اس کی ابتدا خود اپنی ذات وکردار سے کرے، تو پھر وہ دن دُور نہیں کہ ہر فرد پھر ہر معاشرہ، ہر شہر وہر قریہ، اور بالآخر ہمارا سارا ملک، دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صفِ اوّل میں شمار ہونے لگے گا!۔

---

(۱) "ماہنامہ کنز الایمان لاہور" اگست ۱۹۹۵ء، تحریکِ پاکستان نمبر، اعتراف حق، ص۱۸۰۔

نعمتِ آزادی اور ہماری ذمّہ داری

میرے محترم بھائیو! آج کی نوجوان نسل یومِ آزادی مناتی تو ہے، مگر اِن میں وہ جوش و جذبہ نظر نہیں آتا جو ہم سے پہلی نسل میں ہوا کرتا تھا۔ ہماری نوجوان نسل کو یاد رکھنا چاہیے، کہ آج اگر ہم ایک آزاد وطن میں سانس لے رہے ہیں، تو یہ اُن شہیدوں کی برکت ہے، جنھوں نے اپنا کل ہمارے آج کے لیے قربان کیا! ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیے، کہ پاکستان کی بنیادوں میں لاکھوں شہیدوں کا لہو شامل ہے؛ کیونکہ اس ایک آزاد مملکت کے حصول کے لیے، مسلمانوں نے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔

میرے عزیز دوستو! چونکہ آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہے؛ اس لیے اس نعمت کی حفاظت بھی ہماری اجتماعی اور قومی ذمّہ داری ہے۔ آزادی کا جشن مناتے ہوئے ہمیں یہ عہد کرنا ہے، کہ پاکستان کی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے، وطنِ عزیز کی سالمیت پر کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے، اور وقت آنے پر پاک فوج، پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے، شانہ بشانہ کھڑے رہیں گے، جو دہشتگردوں (اور وطن دشمن قوتوں) کے خلاف سربکف ہیں۔

جشنِ آزادی اور پاکستانی شاہینوں کا طرزِ عمل

میرے نوجوان ساتھیو! جشنِ آزادی منانا زندہ قوموں کی نشانی ہے، یہ اس بات کی علامت ہے، کہ ہم اپنے اُن محسنوں کو نہیں بھولے، جنھوں نے حصولِ آزادی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے، اپنا تَن، مَن، دَھن سب کچھ قربان کر کے، شجرِ آزادی کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے کی!۔

میرے عزیز ہم وطنو! یاد رکھیے کہ جو قومیں اپنے شہداء کو نہیں بھولتیں، وہ تاریخ میں ہمیشہ زندہ وجاوید رہتی ہیں، مگر بدقسمتی سے آج ہماری نسلِ نو کی اکثریت، کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ پاکستان کیسے بنا تھا!!۔

جشنِ آزادی اور ہمارا طرزِ عمل

میری قوم کے نوجوانو! زندہ قوموں کے جشن آزادی منانے کا طریقہ یہ ہے، کہ وہ اپنے محسنوں کی قربانیوں کا، فخریہ انداز سے ذکر کرتے ہیں، اپنی آنے والی نسلوں کو اُن کے کارناموں سے روشناس کراتے ہیں، اپنے شہداء کے لیے دعائے خیر کا اہتمام کرتے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے آج کا منچلہ اور اوباش نوجوان، ہوائی فائرنگ، موٹر سائیکل کا سلنسر نکال کر، سڑک پر ہلا گلا کرتے، تیز رفتاری اور وَن ویلنگ (One Wheeling) وغیرہ کے ذریعے شور شرابا برپا کرنے، ماؤں بہنوں کی عزّتوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے، نیز آتش بازی کے ذریعے جشن آزادی منانے میں فخر محسوس کرتا ہے، جو کسی طور پر بھی قابلِ قبول، اور قابلِ ستائش قرار نہیں دیا جاسکتا!۔

جشنِ آزادی منانے والا آج کا نوجوان کیا جانے، کہ آزادی کیسے حاصل ہوئی؟ اسے کیا پتہ کہ آزادی کے حصول کے لیے کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں؟ آج سوشل میڈیا پر صرف "یومِ آزادی مبارک" کا اسٹیٹس اَپ ڈیٹ کرکے ہم سمجھتے ہیں، کہ ہم نے اپنے پاکستانی ہونے کا حق ادا کردیا ہے۔ شاید ان فیس بُکی مجاہدوں کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو، کہ آزاد وطن کی فضاؤں میں سانس لینے کی کیا کیا قیمت چکانا پڑتی ہے؟ اور خون کے کتنے دریا عبور کرنا پڑتے ہیں!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں آزادی کی نعمتِ عظمیٰ پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما، اَغیار کی ظاہری و باطنی اور ذہنی غلامی سے محفوظ فرما کر، حقیقی آزادی نصیب فرما! ہمارے ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں، اعلیٰ عہدیداروں کو بھی، ملک و قوم کی ترقی و خدمت کے لیے، بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرما! ہر نیک کام میں اخلاص کی دولت عطا فرما، تمام فرائض و واجبات کی ادائیگی بحسن و خوبی انجام دینے کی بھی توفیق عطا فرما، بخل و کنجوسی سے محفوظ فرما، خوش دلی سے غریبوں محتاجوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ہمیں ملک و قوم کی خدمت اور اس کی حفاظت کی سعادت نصیب فرما، باہمی اتحاد و اتفاق اور محبت و الفت کو اَور زیادہ فرما، ہمیں اَحکامِ شریعت پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔ ہماری دعائیں اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرما، ہم تجھ سے تیری رحمتوں کا سوال کرتے ہیں، تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں، ہر گناہ سے سلامتی و چھٹکارا چاہتے ہیں، ہم تجھ سے تمام بھلائیوں کے طلبگار ہیں، ہمارے غموں کو دُور فرما، ہمارے قرضے اُتار دے، ہمارے بیماروں کو شفایاب کر دے، ہماری حاجتیں پوری فرما!۔

اے رب! ہمارے رزقِ حلال میں برکت عطا فرما، ہمیشہ مخلوق کی محتاجی سے محفوظ فرما، اپنی محبت واِطاعت کے ساتھ سچی بندگی کی توفیق عطا فرما، خَلقِ خدا کے لیے ہمارا سینہ کشادہ اور دل نرم فرما، الٰہی! ہمارے اَخلاق اچھے اور ہمارے کام عمدہ کر دے، ہمارے اعمالِ حسَنہ کو قبول فرما، ہمیں تمام گناہوں سے بچا، ہمارے کشمیری مسلمان بہن

بھائیوں کو آزادی عطا فرما، ہندوستان کے مسلمانوں کی جان ومال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، ان کے مسائل کو اُن کے حق میں خیر وبرکت کے ساتھ حل فرما۔

الٰہی! تمام مسلمانوں کی جان، مال اور عزّت وآبرو کی حفاظت فرما، جن مصائب وآلام کا انہیں سامنا ہے، ان سے نَجات عطا فرما۔ ہمارے وطنِ عزیز کو اندرونی وبیرونی خطرات وسازشوں سے محفوظ فرما، ہر قسم کی دہشتگردی، فتنہ وفساد، خونریزی وقتل وغارتگری، لُوٹ مار اور تمام حادثات سے ہم سب کی حفاظت فرما۔ اس مملکتِ خداداد کے نظام کو سنوارنے کے لیے ہمارے حکمرانوں کو دینی وسیاسی فہم وبصیرت عطا فرما کر، اِخلاص کے ساتھ ملک وقوم کی خدمت کی توفیق عطا فرما، دین ووطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو غریقِ رحمت فرما، اُن کے درجات بلند فرما، ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی اِطاعت کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے، قرآن وسنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی مَحبت، اور اِخلاص سے بھرپور اطاعت کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے ہمیں وافَر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بندہ بنا، اے اللہ! تمام مسلمانوں پر اپنی رحمت فرما، سب کی حفاظت فرما، اور ہم سب سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ونبيّنا
وحبيبنا وقرّةِ أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم،
والحمد لله ربّ العالمين!.